

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَعَلَىٰ عَبْدِهِ الْمُسَيِّحِ الْمَوْعُودِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَىٰ رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

هو الناصر

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ٹی آئی کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی



T. I. COLLEGE OLD STUDENTS ASSOCIATION
GERMANY



المنار جرمنی

جنوری - فروری - مارچ - 2020

زیر نگرانی: پروفیسر چوہدری حمید احمد صاحب - سرپرست تعلیم اسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - جرمنی
صدر نکوسا چوہدری عبدالغفور ڈوگر - صدر تعلیم اسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن - جرمنی
چیف ایڈیٹر: چوہدری محمد کولمبس خاں
ایڈیٹر لیل پورڈ: چوہدری منیر احمد باجوہ، نائب صدر ایسوسی ایشن - چوہدری نصیر احمد - عبدالشکور بھٹی - ترتیب و ڈیزائن: محمد ظہیر احمد

ارشادِ باری تعالیٰ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ (البقرة 256)

اللہ! اُس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا (اور) قائم بالذات ہے۔ اُسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُس کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ کون ہے جو اس کے حضور شفاعت کرے مگر اس کے اذن کے ساتھ۔ وہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے۔ اور وہ اُس کے علم کا کچھ بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر ممتد ہے اور ان دونوں کی حفاظت اسے تھکاتی نہیں۔ اور وہ بہت بلند شان (اور) بڑی عظمت والا ہے۔

Allah — there is no God but He, the Living, the Self-Subsisting and All-Sustaining. Slumber seizes Him not, nor sleep. To Him belongs whatsoever is in the heavens and whatsoever is in the earth. Who is he that will intercede with Him except by His permission? He knows what is before them and what is behind them; and they encompass nothing of His knowledge except what He pleases. His knowledge extends over the heavens and the earth; and the care of them burdens Him not; and He is the High, the Great.

فرمانِ رسولِ عربی ﷺ

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ- شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ،
وَ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَ إِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَ حَجُّ الْبَيْتِ وَ صَوْمُ رَمَضَانَ (بخاری)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور نماز کو قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور حج بیت اللہ کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا

Islām is based on five (pillars):

Testimony, by heart and tongue, that there is none worthy of worship but Allāh and that Muhammad is His Messenger, Observing Prayer, Paying the Zakāt Performing the pilgrimage to the House of Allāh and Fasting in the month of Ramaḍān



چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی *** سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بچ گئی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا نحو پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریعہ وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے تم اپنی نفسانیت ہر ایک پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔ نفسانیت کی فرہی چھوڑ دو کہ جس دروازے کے لئے تم بلائے گئے ہو اس میں سے ایک فرہ انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ کیا ہی بد قسمت وہ شخص ہے جو ان باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور میں نے بیان کیں تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشا ہے اور بد بخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشا سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ (کشتی نوح صفحہ 13)

وہ شخص بہادر نہیں ہو تا جو بزدل کہلانے سے ڈر جاتا ہے اور نہ وہ بزدل ہو تا جو حق کو اس لئے نہیں چھوڑ دیتا کہ لوگ اسے بزدل کہیں گے
(حضرت مصلح موعودؑ۔ انوار العلوم صفحہ 197)

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)



خدا تعالیٰ کے شکر گزار بندے بنیں

پس میں آج اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں سوئٹزر لینڈ کے احمدیوں کو بھی بعض امور کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور سب سے پہلی بات تو یہی ہے جو شروع میں میں نے کہی کہ عبد شکور بنیں۔ شکر گزار بندے بنیں۔ خاص طور پر یورپ کے ممالک میں آنے والے احمدی۔ آپ لوگ جن کو خدا تعالیٰ نے سوئٹزر لینڈ میں آکر رہنے اور مالی سکون و کشائش عطا فرمائے۔ ان کو بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے شکر گزاری کے مضمون کو قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (ابراہیم 8) اور جب تم ہمارے رب نے یہ اعلان کیا کہ لوگو! اگر تم شکر گزار بنے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ دوں گا۔

(خطبہ جمعہ 23 اپریل 2010 بمقام سوئٹزر لینڈ۔ خطبات مسرور صفحہ 189)

پیام صدر۔ سال نو مبارک

(مکرم عبدالغفور ڈوگر صاحب۔ صدر ٹکوسا۔ جرمنی)



پیارے برادران!
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
نیا سال مبارک ہو

اللہ کریم آپ کو ہر خوشی دے اور ہر غم سے دور رکھے۔ آپ کا ہر دن اور ہر لمحہ بابرکت بنادے۔ اپنی رضا سے نوازے۔ اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور قبول کرے۔ صلہ رحمی کی توفیق دے اور اپنی وسیع رحمتوں سے نوازے۔ دن دو گنی اور رات چو گنی ترقیات دے۔ اپنا کامل موحد اور عبادت گزار بنائے اور اپنے اولیاء میں لکھ لے۔ غریبوں اور مساکین کی خدمت کی توفیق دے اور آپ کا معاون و مددگار ہو۔ آپ کو اور آپ کے گھر والوں اور تمام احباب کو حسنات الدنیا والاخرۃ سے نوازے۔ وہ آپ کا اور آپ اس کے ہوں۔ آمین یا رب العالمین۔

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید
-اللهم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید

برادران!

سال 2019 میں ٹکوسا کی سرگرمیوں میں مستحق طلباء کے لئے وظائف کے لئے ممبران سے اور دیگر مخیر احباب سے عطیات جمع کرنے اور مرکز بھجوانے کے علاوہ عمومی اجلاسات اور مشاعرہ۔ نیز صدر ٹکوسا برطانیہ مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی کے ساتھ ایک نشست۔ تقریب رونمائی کتاب "عظیم دانشکدہ" مولفہ مکرم رانا عبدالرزاق صاحب برطانیہ کے علاوہ ایک سالانہ چوہدری محمد علی باسٹ بال ٹورنامنٹ کا انعقاد تھا۔ ٹکوسا جرمنی کو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ہر سال ایک خطیر رقم پاکستان میں مستحق طلباء کے لئے ہر سال اضافی کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ الحمد للہ علی ذاک۔ سال گزشتہ میں خاکسار کو پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر ٹکوسا کے لئے رہنمائی حاصل کرنے کے لئے توفیق ملی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انہی ہدایات کی روشنی میں مورخہ 19۔ جنوری 2020 کو بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی میں مکرم صداقت احمد صاحب مشنری انچارج کے زیر صدارت ٹکوسا جرمنی کی جنرل باڈی کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی جس میں طے کیا گیا کہ ٹکوسا کی سرکاری اداروں میں الگ رجسٹریشن ختم کر دی جائے اور اس کے جملہ مالی معاملات کو جماعتی نظام میں ایک نئی مد کے تحت جاری رکھا جائے۔ اب ہمیں یہ ایک بہت بڑی سہولت میسر آگئی ہے کہ آپ چندہ ممبری ٹکوسا اور طلباء کے لئے فنڈ وغیرہ میں رقم کسی بھی مقامی جماعتی رسید بک پر ادا کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سہولت سے حقیقی فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔ آمین

والسلام

خاکسار

عبدالغفور ڈوگر صدر ٹکوسا جرمنی۔

الحمد للہ کہ سال گزشتہ میں ٹکوسا جرمنی نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے پاکستان میں طلباء کی امداد کے لئے اکیس لاکھ روپے بھجوائے۔ اس مد میں قربانی کرنے والے تمام دوست ہماری دلی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین



مکرم صداقت احمد صاحب مشتری انچارج برمنی کی زیر صدارت۔ جنرل ہاڈی کلوسا جرمنی کا اجلاس منعقدہ 19 جنوری 2020 بمقام بیت السبوح کی تصویری جھلکیاں





تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے صدر مکرم مبارک احمد صاحب صدیقی
کی جرمنی آمد کے موقع پر منعقدہ تقریب کی تصویری جھلکیاں





تیسرا چوہدری محمد علی باسکٹ بال ٹورنامنٹ منعقدہ فرینکفرٹ 2019



ہر دلعزیز شاعر مبارک صدیقی کے اعزاز میں سابق طلبہ کی طرف سے تقریب

ایم ٹی اے کے ہفتہ وار پروگرام مجلس شعر و سخن کو مقبول عام بنانے اور اپنے مخصوص انداز میں مزاحیہ شاعری کرنے والے جناب مبارک صدیقی صاحب نے اتوار کے روز مجلس انصار اللہ جرمنی کے مشاعرہ میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ نمازوں اور عشاہیہ سے فراغت کے بعد تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس جرمنی نے ان کے اعزاز میں میٹنگ روم میں ایک خصوصی نشست کا اہتمام بحیثیت صدر ایسوسی ایشن برطانیہ کے کیا۔ تقریب کا آغاز حسب معمول تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم عبدالحمن ڈوگر صاحب نے کی۔ مکرم داؤد ناصر صاحب نے مکرم مبارک صدیقی صاحب کے کہے چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔ مکرم چوہدری عبدالغفور ڈوگر صدر ایسوسی ایشن جرمنی نے خوش آمدیدی کلمات ادا کئے اور ان کے کام و شخصیت کو سراہا۔ مکرم مبارک صدیقی صاحب نے بحیثیت صدر اپنی زندگی کے تجربات بیان کئے اور برطانیہ میں رہتے ہوئے ایسوسی ایشن کی کارکردگی سے متعارف کروایا جس کا دائرہ افریقن ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ اس موقع پر مکرم محمد شریف خالد صاحب نے مکرم صدیقی صاحب کی زمین میں کبھی انکی ایک مشہور نظم کو سامنے رکھ کر اپنے چند اشعار پیش کئے۔ اولڈ بوائز۔ مکرم شفیق بسرا صاحب۔ مکرم عبدالرؤف صاحب اور مکرم عامر افتخار صاحب نے بھی اپنا کلام سنایا۔ اس موقع پر لطائف کات بھی تبادلہ ہوا۔ سابق صدر و سرپرست ٹکوسا جرمنی مکرم چوہدری حمید احمد صاحب (جنہوں نے 1961 سے 1968 سات سال تک تعلیم الاسلام کالج میں تدریس کا فریضہ

سرا انجام دیا) نے اپنے مشاہدات بیان کئے۔ دوران تقریب حاضرین مبارک صدیقی صاحب کی پُر لطف گفتگو اور چٹکوں سے بھی لطف اندوز ہوتے رہے۔ تقریب میں علاوہ دیگر مہمانوں کے مکرم حیدر علی ظفر نائب امیر جرمنی۔ مکرم خواجہ مبشر احمد صاحب لوکل امیر فرینکفرٹ اور ڈاکٹر عبدالغفور قریشی بھی شریک گفتگو ہوئے۔ پر تکلف چائے کا اہتمام مکرم شیخ منصور احمد صاحب جنرل سیکرٹری نے عبدالرزاق ڈوگر اور عطا العزیز کے تعاون کے ساتھ کیا۔ فوٹو گرافی مکرم شاہد حمید عباسی صاحب۔ ویڈیو کی ذمہ داری مکرم افضل احمد صاحب نے نبھائی۔ اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر سے نوازے۔ اور بیش از پیش تعاون کی توفیق دے۔ آمین



A dear friend who wishes to remain anonymous, came to me this morning and expressed his wish to pay the whole cost of the well and two classrooms in Africa. He wants to know the exact cost in Euro. (Sadr Ticosa Germany)



پیارے محترم غفور ڈوگر صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خاکسار تہہ دل سے آپ کا اور آپ کی ساری ساری مجلس عاملہ کا شکر گزار ہے کہ خاکسار کو اتنے بابرکت اجلاس میں شرکت کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دین و دنیا کی نعمتوں خوشیوں سے سرفراز فرمائے آمین۔ انتظامات بہت بہت عمدہ تھے۔ ایسوسی ایشن کے ممبران کی حاضری بھی خاکسار کی توقع سے بڑھ کے تھی۔ اس میٹنگ میں جہاں شفیق اساتذہ کرام اور جماعت کی بزرگ شخصیات کی قربت میں بیٹھنے کا موقع ملا وہاں بعض بچپن کے دوستوں اور کالج کے کلاس فیلوز سے بھی ملاقات ہوئی۔ میٹنگ کے تمام انتظامات بہت عمدہ اور اعلیٰ معیار کے تھے۔ میری طرف سے اپنی مجلس عاملہ و ممبران اور ان تمام بزرگ احباب کی خدمت میں شکریہ کہہ دیں جو اس میٹنگ میں شامل ہوئے اور بطور خاص ضیافت ٹیم کو شکریہ کہہ دیں۔ میرے لئے یقیناً یہ ایک اعزاز کا موقع تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بہت جزا دے۔ محترم داود ناصر صاحب کی پرسوز نظم نے محترم عامر مائر صاحب اور محترم شفیق صاحب کی اور ایک دوست جن کا نام اسوقت یاد نہیں آ رہا ان سب کی خوبصورت شاعری نے مجلس کے لطف کو دو بالا کر دیا۔ ہمارے بہت محترم چوہدری حمید احمد صاحب اور محترم امام حیدر علی ظفر صاحب کے نصیحت آموز واقعات سے بھی ہم مستفیض ہوئے۔ ہم سب کے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقتوں کا بھی ذکر ہوا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلافت کی برکات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بابرکت سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور خدا کرے کہ ہم ہمیشہ امام وقت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے مقبول خدمت دین کرنے والے ہوں۔ آپ کے خلوص اور آپ کی مہمان نوازی پر دل سے آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

والسلام

مجھے بھی اپنی دعائیں یاد رکھیں۔

مبارک صدیقی

صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے۔

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن جرمنی کے زیر اہتمام

تیسرے "چوہدری محمد علی باسکٹ بال ٹورنامنٹ" کا انعقاد۔ فرینکفرٹ (نامہ نگار)

تعلیم الاسلام کالج کے ہر دل عزیز پروفیسر محترم چوہدری محمد علی صاحب مرحوم کی یاد میں ان کے بعض ہونہار شاگردوں نے اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی زیر نگرانی باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے انعقاد کا سلسلہ 2016 میں شروع کیا تھا۔ جس میں انگلستان سے اولڈ سٹوڈنٹس بصد شوق شامل ہو کر ٹورنامنٹ کو کامیاب بناتے ہیں۔ چنانچہ اس تیسرے باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں انگلستان سے دو ٹیمیں شامل ہوئی ہیں۔

ٹورنامنٹ کا آغاز ساڑھے دس بجے مکرم حیدر علی ظفر نائب امیر کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم عبدالرحمن ڈوگر نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا ترجمہ پیش کیا۔ ثاقب محمود نے کلام الامام کے علاوہ۔ مکرم منیر احمد باجوہ آف ہیمرگ کے محترم چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں کچھ چند اشعار خوش الحانی سے پیش کئے۔ صدر ایسوسی ایشن جرمنی مکرم چوہدری عبدالغفور ڈوگر صاحب نے کھلاڑیوں اور سامعین کو خوش آمدید کہنے کے علاوہ اس ٹورنامنٹ کے انعقاد میں دلچسپی لینے اور انتظامی امور کو سرانجام دینے والے دوستوں مکرم شکیل احمد صاحب۔ مکرم سعید ناز صاحب۔ مکرم صادق احمد صاحب۔ مکرم ثاقب محمود صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔ جس کے بعد مکرم حیدر علی صاحب ظفر نائب امیر جرمنی نے افتتاحی کلمات میں کہا کہ گویہ ٹورنامنٹ ایک استاد کی یاد میں منعقد کیا جا رہا ہے لیکن ہمیں یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اس کے ساتھ جس ادارے کا نام منسلک ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قائم کیا اور جن حالات میں اور جن مقاصد کے لئے قائم کیا وہ ہمارے سامنے رہنے چاہیں۔ مکرم امام صاحب نے ڈسپلن کو قائم رکھنے کے حوالے سے انتظامیہ اور حاضرین کو مختصر نصائح فرمائیں۔ مکرم سعید ناز صاحب نے ٹورنامنٹ کے میجیج کی تفصیل بیان کی۔ جس کے بعد اجتماعی دوا کے ساتھ ٹورنامنٹ کا افتتاح عمل میں آیا۔ جس کے بعد افتتاحی میچ سے قبل مہمان خصوصی نے کھلاڑیوں سے مصافحہ کیا اور گرورپ فوٹو اتارے گئے۔ باسکٹ بال میں برطانیہ اور والی بال میں جرمنی کی ٹیم نے اول پوزیشن حاصل کی۔ کھلاڑیوں میں مکرم امیر صاحب جرمنی نے انعامات تقسیم کئے۔ کھلاڑیوں کے اعزاز میں پر تکلف ڈنر کا اہتمام کیا گیا۔

ٹورنامنٹ کی خاص بات موقع کی مناسبت سے تیار کیا جانے والا بنر ہے جس میں کالج باسکٹ بال کی پرانی یادگار تصاویر کو شامل کیا گیا ہے اور دوسرے مکرم ضیا الحق صاحب بعمر 82 سال کی انگلستان سے شرکت ہے جس کو انتظامیہ قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ عرفان احمد خان۔

اس نعت کو لکھنے اور پڑھنے والوں پر توہین رسالت کا الزام لگانے والا کوئی فاجر العقل ہی ہو سکتا ہے۔

"دل در پہ سجا رکھنا"

بد رگاہ ذی شان خیر الانام
بصد عجز و منت بصد احترام
کہ اے شاہ کو نین عالی مقام
حسینان عالم ہوئے شرمگین
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں
زبے خلق کامل زبے حسن تام
خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چہار ہی
ہو آپ کے دم سے اس کا قیام
محبت سے گھائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے
بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال
صفات جمال اور صفات جلال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
مقدس حیات اور مطہر مذاق
سوار جہاں گیر بیکراں براق
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علمدار عشاق ذات یگان
معارف کا اک قلم بیکراں
پلا ساقیا آب کوثر کا جام
شفیع الوری مرجع خاص و عام
یہ کہ تلبے عرض آپ کا کلام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
جو دیکھا وہ حسن اور وہ نور جبین
کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
بتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھیہ
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
دلائل سے قائل کیا آپ نے
شریعت کو کامل کیا آپ نے
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
وہ سب جمع ہیں آپ میں لا محال
ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
کہ بگذشت از قصر نبلی رواق
علیک الصلوٰۃ علیک السلام
سپہ دار افواج قد و سیال
افاضات میں زندہ جاوداں
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

ما یوس نہ ہواے دل، امید و فار کھنا
غم نہیں ہجر میں تو، کبھی اُن کا نہ غم کرنا
چل دُور نکل اے دل، دنیا کے جھمیلوں سے
جب صبح سویرا ہو، اور روشنی ہو ہر سو
اُمید جو بر آئے، دیدار میسر ہو
جسے کام سے مطلب ہو، خود غرضی ولا چ ہو
غمخوار نہ ہو جو دل، وہ دل نہیں، سگدل ہے
ہر گز نہ رعونت ہو طاعت ہی رہے غالب
کوئی لاکھ رہے نالاں اے دل نہ ہو تُو نالاں
ہو گزر کبھی تیرا، یادوں کے گستاں سے
جب چن کھلے دلبر، کبھی دل کے دلتاں میں
فانوس محبت کا ہر لمحہ جلا رکھنا
اُٹھتے ہوئے طوفان کو، سینے میں دبا رکھنا
دامن کو بچا رکھنا، بے داغ قبا رکھنا
ٹوٹے ہوئے دل کا بھی، دروازہ کھلا رکھنا
نظروں سے ادب کرنا، دل در پہ سجا رکھنا
جو یار نہ یاری دے، اسے دل سے جدا رکھنا
نہ اس سے لگانا دل، اُس دل کو بھلا رکھنا
ہر آن اے دل خود کو راضی برضا رکھنا
ماحول محبت کا، پُر لطف فضا رکھنا
کچھ بھرم تو کلیوں کا۔ اے بادِ صبار کھنا
ایسے میں مَیتر کی تم، یادوں میں جگہ رکھنا

(منیر باجوہ)



وقارِ عمل ہے وقارِ جماعت

مکرم مولانا فضل الہی انوری صاحب (1927-2017)

(از مکرم انجمن محمد مجیب اصغر صاحب - کینیڈا)

ایس۔ سی میں داخلہ لیا اور 1950ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ ایس۔ سی کی۔ 1951ء میں جامعۃ المشرین میں داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد آپ کی خدمات کا سلسلہ کافی لمبا ہے۔ 1956ء میں بطور مبلغ گھانا بھجوا گیا۔ 1960ء تک آپ وہاں رہے۔ 1960ء سے 1964ء تک جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد رہے۔ 64ء سے 67ء تک مغربی جرمنی کے مبلغ رہے۔ پھر 1968ء میں افریقہ میں نائیجیریا بھیجے گئے۔ 1972ء تک وہاں رہے۔ 1972ء میں پھر جرمنی آئے اور 1977ء تک وہاں خدمات انجام دیں۔ 1979ء میں حدیقۃ المشرین میں بطور سیکرٹری کام کیا۔ ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن بھی مقرر ہوئے۔ اور 1982ء میں گیمبیا مبلغ کے طور پر گئے۔ 1983ء تک پھر وہاں رہے۔ پھر

ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص خادم محترم مولانا فضل الہی انوری صاحب واقف زندگی۔ کا مسجد بیت الفتوح لندن میں اپنے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ مورخہ 17 مارچ 2017ء میں ذکرِ خیر کرتے ہوئے فرمایا۔

"دوسرا جنازہ مکرم فضل الہی انوری صاحب ابن مکرم ماسٹر امام علی صاحب کا ہے جو 4 مارچ 2017ء کو 90 سال کی عمر میں جرمنی میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔ 16 اپریل 1927ء کو یہ بھیرہ میں پیدا ہوئے اور 1946ء میں تعلیم الاسلام کالج قادیان سے ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کیا۔ 1947ء میں اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے بی۔

بطور مبلغ ان کا ناٹجیر یا تبادلہ ہو گیا اور 1986 تک وہاں رہے۔ 1986 میں پاکستان واپس گئے تو جامعہ احمدیہ میں بطور استاد خدمت کی توفیق پائی اور پھر 1988 میں آپ کا تقرر وکالت تصنیف میں ہوا۔ 1988 تک خدمت سلسلہ کی توفیق پائی۔ اس کے بعد آپ کی ریٹائرمنٹ ہوئی۔ اس کے بعد سے آپ جرمنی میں ہی تھے۔ 1974 کے حالات کے بعد آپ نے جرمنی میں احمدیوں کو وہاں منگوانے کا اور امیگریشن دلوانے کا بڑا کام کیا جس کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے بڑا سراہا اور وہاں رہنے والے جو بعض پرانے احمدی ہیں انہوں نے مثلاً عرفان خان صاحب نے مجھے لکھا کہ باپ کی طرح انہوں نے ہمیں وہاں رکھا اس وقت جماعت کے مالی حالات بھی ایسے نہیں تھے تو یہاں تک احتیاط کرتے تھے کہ ہم پانی نہ ضائع کریں اور وضو کرتے ہوئے ہمارے پیچھے کھڑے ہو جایا کرتے تھے کہ پانی تو ضائع نہیں کر رہے۔ اس وقت وہاں اکثریت نوجوانوں کی ہی آئی تھی تو ان کو آپ نے باقاعدہ جماعت کے ساتھ منسلک رکھا اور ان کی تربیت بھی کرتے رہے۔ بڑے قناعت پسند تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انہوں نے درویشان کی مختلف خصوصیات پہ بعض کتب بھی لکھی ہیں۔

(/https://www.alislam.org/urdu/khutba/2017-03-17)

بھیرہ سے نصرت الہی:

مکرم مولوی فضل الہی انوری صاحب کا مالوف وطن بھیرہ تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مولد و مسکن تھا بھیرہ کے بارے میں ایک نہایت ایمان افروز روایت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اس طرح بیان کی ہے:

"ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھیرہ میں منڈی جارہے ہیں جس کو گنج منڈی کہتے ہیں۔ میں نے یہ خواب حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا:

"بھیرہ کو قادیان سے ایسی نسبت ہے جیسی مدینہ سے مکہ کو، کیونکہ بھیرہ سے ہم کو نصرت پہنچی ہے"

(ذکر حبیب مؤلفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب 163-164)

اس بشارت کے اصل اور اول مصداق تو حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول ہیں جن کا تعلق بھیرہ سے تھا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

بھیرہ کے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ

بھیرہ کی بستی کو یہ شرف حاصل ہے کہ بھیرہ سے بکثرت سعید رو حیں قادیان جا کر حضرت مسیح موعود کے دامن سے وابستہ ہوئیں۔ الحمد للہ ان میں راقم الحروف کے دادا

پڑدادا بھی شامل تھے۔ اور وہ سب حسب مراتب اس بشارت کا حصہ بن گئے۔ نمایاں ناموں میں حضرت حکیم فضل دین صاحبؒ جو حضرت مولوی نور الدین صاحبؒ کے رنگ میں رنگین تھے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؒ جنہوں نے ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت خلیفہ اولؒ سے حاصل کی تھی نوجوانی میں حضرت مسیح موعودؑ کے ملفوظات کی ڈائری لکھتے رہے اور خلافت ثانیہ میں امریکہ کے پہلے مبلغ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ حضرت سید قاضی امیر حسین صاحبؒ۔ حضرت خلیفہ اولؒ کے رضائی بھائی تھے۔ سہارنپور سے دینی علوم حاصل کئے اور اولین صحابہؒ میں شامل ہو گئے مدرسہ احمدیہ کے قیام پر آپ اس کے اول مدرس تھے حضرت خلیفہ نور الدین جہونی (جنہوں نے قبر مسیح دریافت کی) کا روحانی سفر بھی حضرت خلیفہ اولؒ کی شاگردی میں بھیرہ سے ہی شروع ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو بھیرہ کے صحابہ سے بہت محبت تھی۔ ایک صحابی حضرت قریشی غلام حسین صاحبؒ تھے جنکو حضورؑ نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ہاتھ اپنی دستی چھڑی بطور تحفہ بھیجی تھی جو ان کی نسلوں نے سنبھالی ہوئی ہے اور اس وقت ان کے پوتے قریشی احمد حسن صاحب مرحوم کے گھر سرگودھا میں محفوظ ہے۔

آپ کے والد ماسٹر امام علی صاحب بھیروی نے حضرت مصلح موعودؑ کے دور خلافت میں (بھیرہ کی تاریخ احمدیت مؤلفہ فضل الرحمن بسمل غفاری۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کے مطابق) بیعت 1930ء میں کی تھی انہوں نے اپنے فرزند اکبر فضل الہی انوری صاحب کو وقف کر دیا۔ ماسٹر امام علی صاحب میرے والد صاحب (مؤلف۔ بھیرہ کی تاریخ احمدیت) کے دوست تھے میں نے بچپن میں انہیں قریب سے دیکھا ہے۔ ہمارے گھر ان کا اکثر آنا جانا رہتا تھا بھیرہ کے مضافات میں مڈل سکول حضور پور میں ہیڈ ماسٹر تھے بہت سادہ اور نیک بزرگ تھے بچپن میں ہمارے اطفال کے اجلاس کرواتے تھے اور بڑی حکمت سے پیار کے ساتھ تربیت کرتے تھے سکول سے ریٹائرمنٹ کے بعد ربوہ شفٹ ہو گئے تھے حضرت مصلح موعودؑ کے عاشق تھے۔ جب میں اور مجھ سے پہلے میرے سب سے بڑے بھائی پروفیسر ایم اے لطیف شاہد (ایم اے) ٹی آئی کالج ربوہ میں داخل ہوئے تو ہماری اکثر ملاقات ماسٹر امام علی صاحب سے ہوتی تھی بڑے دعا گو بزرگ تھے بڑی شفقت فرماتے تھے۔ انوری صاحب کے ایک بہنوئی بشیر احمد صاحب گورنمنٹ ہائی سکول بھیرہ میں ہمارے استاد ہوا کرتے تھے آپ کے ایک بھائی شیخ احمد علی صاحب پی او ایف واہ کینٹ میں انجینئرنگ کے شعبہ سے متعلق تھے اور ایک دور میں IAAAE واہ / ٹیکسلا کے صدر تھے۔ ان کے ایک اور بھائی نصرت الہی صاحب نے انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور سے مکینیکل انجینئرنگ کی تھی ان کے والد صاحب کو جب کبھی میں دعا کے لئے عرض کرتا تو فرماتے۔ میں تمہارے لئے اور نصرت الہی کے لئے اکٹھی دعا کرتا ہوں آپ کے یہ دونوں بھائی آپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ غرض انوری صاحب کے خاندان سے ہمارے تعلقات بھیرہ سے چلے آ رہے ہیں اور بہت دیرینہ ہیں

انوری صاحب سے ذاتی رابطہ:

تھے بعض واقعات راقم نے بھی لکھ کر دیئے آپ کو اس سلسلہ کتب کی تحریک ایک خواب کے ذریعے ہوئی تھی کہ آپ دروازے پر دروازہ کھولتے جارہے ہیں اور آگے بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ علم سے آپ کو بڑی محبت تھی۔

مصافحہ آپ سے شروع ہوا: خلافت خامسہ کا انہوں نے مجھے ایک ایمان افروز واقعہ سنایا کہ جرمنی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعیؒ کے سو مساجد منصوبہ کے سلسلہ میں کسی مسجد کا افتتاح ہونا تھا۔ افتتاح کی تقریب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے ہوئے تھے۔ مکرّم انوری صاحب آخری صف میں ایک طرف کرسی پر تشریف فرما تھے حضور نے جب آپ کو دیکھا تو فرمایا:

"ہم انوری صاحب سے مصافحہ کا آغاز کرتے ہیں"

چنانچہ حضور نے پہلی صف کی بجائے آخری صف میں آپ سے مصافحہ شروع فرمایا۔ انوری صاحب کی اہلیہ آپ سے چند سال پہلے جرمنی میں وفات پاگئی تھیں آپ کی اولاد میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا۔ 4 چار پوتے۔ 2 دو پڑپوتے۔ ایک نواسہ، ایک پڑنواسہ اور 2 دو پڑنواسیاں۔ سب یورپ میں ہی مقیم ہیں۔ آپ کی تدفین مسجد نور فہرنگفورٹ کے قریب قبرستان کے میں ہوئی مجھے وہاں جا کر دو دفعہ آپ کی قبر پر دعا کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے آپ کے ساتھ مغفرت اور رحمت کا سلوک فرمائے۔ اور جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔

اے خدا برترت او ابرر حمتھابار داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

جب میری ایک بیٹی کی شادی جرمنی میں ہوئی تو اس کے بعد ان سے بڑی قربت پیدا ہو گئی میرے داماد خواجہ رفیق احمد صاحب کی فیملی کے ساتھ جرمنی میں ان کے دیرینہ تعلقات تھے چنانچہ اس کے بعد انوری صاحب کے ربوہ میں کئی کام ہمارے سپرد ہو گئے جب بھی انہیں کوئی مندر خواب آتی تو فون کرتے دارالضیافت میں بکر اصدقہ دے دیں بعض علمی حوالے بھی میرے ذمہ لگا دیتے اور کئی اور ذاتی کام کرنے کو کہتے ہمیں ان کا کام کرنے میں بڑی خوشی محسوس ہوتی لیکن وہ حد سے زیادہ شکریہ ادا کرتے حتیٰ کہ شرم محسوس ہونے لگتی۔ 1997 کے بعد جتنی مرتبہ بھی پاکستان آئے ہمارے گھر ضرور تشریف لاتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا مغربی افریقہ کا پہلا دورہ:

آپ نے میرے سامنے اپنی زندگی کے کئی ایمان افروز واقعات کا ذکر کیا۔ آپ کی ساری زندگی خدمت دین میں گزری جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 1970ء میں مغربی افریقہ کا پہلا دورہ فرمایا۔ اس وقت آپ نائیجیریا میں امیر و مشنری انچارج تھے حضور نے پاکستان واپسی پر اپنے خطبہ جمعہ میں آپ کے کام پر بھی خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ آپ نے بتایا میں نے الفضل کا وہ پرچہ جس میں یہ ذکر ہے سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

درویشان احمدیت نام سے کتب کا سلسلہ:

درویشان احمدیت کے نام سے آپ نے کتب کا طویل سلسلہ شروع کیا ہوا تھا اس کے لئے خلافت لائبریری ربوہ اور اسی طرح قادیان جا کر بھی حوالے نوٹ کرتے رہتے



یادگار فوٹو

مرحوم عبدالرشید صاحب اپنے والد ربوہ کے
ہردلعزیز بزرگ مکرّم چوہدری اللہ بخش
صاحب عرف زراعتی صاحب کے ہمراہ

Abdul Rashid Kahlon Deceased brother of MAJID TAHIR

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ Dear brothers and friends

It is sadly announced that Ch. Abdul Rashid Kahlon Sahib, son of our late high school teacher, late Chaudhry Allah Bakhsh Sahib Marhoom (Zirat Master), and elder brother of our friend Majeed Tahir, expired in Canada last Friday. انا للہ وانا الیہ راجعون. His Janaza is planned in planned in Baitus Salam Masjid after Maghrib prayer on Sunday. The burial is expected at 11:00 on Monday. Our friend and the brother of the deceased is already in Toronto.

Sincerely

Hamid Ahmad per E-Mail 01.12.2019, um 00:31 UHR

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی جرأتِ حقیقی کا مظاہرہ

السید احمد بالا فریق جو مراکش کے حزب استقلال کے سیکریٹری تھے اور ملک کی آزادی کی جدوجہد میں صفِ اول میں پیش پیش تھے اور جن کے میرے ساتھ گہرے دوستانہ مراسم قائم ہو چکے تھے مجھے نیویارک میں ملے۔ ان کے پاسپورٹ کی معیاد ختم ہونے والی تھی اگر وہ پاسپورٹ کی تجدید یا توسیع کے لئے پیرس یا رباط جاتے تو انہیں اندیشہ تھا کہ انہیں ضرور نظر بند کر دیا جائے گا اور وہ نیویارک واپس نہ آسکیں گے۔ انہوں نے مجھ سے اس مشکل کا تذکرہ کیا۔ میں نے انہیں اطمینان دلایا کہ وہ پریشان نہ ہوں کیونکہ اس مشکل کا حل آسان ہے۔ میں نے انہیں اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے کا بلا متخواہ مشیر برائے اقوام متحدہ مقرر کر دیا۔ اور ان فرائض کی سرانجام دہی کے لئے انہیں پاکستانی پاسپورٹ دیدیا۔ میرے کراچی واپس آنے کے چند دن بعد فرانسیسی سفیر ہر ایکسی لینسی موسیو اوج مجھے ملنے آئے اور فرمایا۔ میری حکومت نے مجھے ہدایت دی ہے کہ میں انکی طرف سے السید احمد بالا فریق کو پاکستانی پاسپورٹ دیئے جانے کے خلاف احتجاج کروں۔

ظفر اللہ خاں۔ فرمائیے آپ کو کیا کہنا ہے؟

موسیو اوج۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ آپ کا یہ اقدام خود آپ کی قومیت کے قانون Nationality Act کی خلاف ورزی ہے

ظفر اللہ خاں۔ اچھا؟ وہ کیسے؟

موسیو اوج۔ میں آپ کی توجہ ایکٹ کی متعلقہ دفعہ کی طرف مبذول کرتا ہوں۔ دیکھئے اس میں لکھا ہے کہ پاکستانی قومیت حاصل کرنے کے لئے پاکستان میں پانچ سال کی رہائش لازمی ہے۔ اور احمد بالا فریق پانچ سال چھوڑ پانچ منٹ بھی پاکستان میں نہیں ٹھہرے۔ انہوں نے تو کبھی پاکستان میں قدم بھی نہیں رکھا۔

ظفر اللہ خاں۔ جناب سفیر صاحب مجھے یاد پڑتا ہے کہ دفعہ کے متن کی عبارت کے بعد باریک حروف میں کچھ استثنائی عبارت بھی ہے وہ بھی پڑھ دیجئے۔

موسیو اوج۔ ہاں ہاں کچھ ہے۔ بیشک لکھا ہے کہ حکومت کو اختیار ہے کہ خاص حالات میں رہائش کی شرط ترک کر دے۔ لیکن یہاں کو نئے خاص حالات ہیں؟

ظفر اللہ خاں۔ جناب سفیر آپ یہ دریافت کرنے کے مجاز نہیں!

موسیو اوج۔ لیکن کیا میں دوست کی حیثیت سے بھی دریافت نہیں کر سکتا؟

ظفر اللہ خاں۔ پہلے آپ اپنی حکومت کے نمائندے کی حیثیت سے احتجاج ختم کر لیجئے۔ دوستی بعد میں آئیگی۔

موسیو اوج۔ دیکھئے مجلس امن کے اجلاس میں جب السید بالا فریق آپ کے مستقل نمائندے کے پیچھے کرسی پر آ بیٹھتے ہیں تو ہمارے نمائندوں پر یہ امر گراں گزرتا ہے۔ فرض کریں

اگر کشمیر کا مسئلہ مجلس کے زیر غور ہو اور شیخ عبداللہ بحیثیت انزیری مشیر فرانسیسی نمائندے کے پیچھے آکر بیٹھ جائیں تو آپ کا کیا احساس ہوگا؟

ظفر اللہ خاں۔ اگر ایسا ہو تو ممکن ہے میری طبیعت پر یہ بات اس سے زیادہ گراں گزرے جتنا السید بالا فریق کی اجلاس میں موجودگی آپ کے نمائندوں پر گزرتی ہے۔ لیکن میں اس کے

بارے میں آپ سے احتجاج کا مجاز نہیں ہوں گا۔

لیکن بحیثیت دوست کے؟

ظفر اللہ خاں۔ تو کیا احتجاج ختم ہوا؟

موسیو اوج۔ بہت اچھا۔ احتجاج ختم ہوا۔

ظفر اللہ خاں۔ اچھا تو اب دوستی کی بات کریں۔ میں بحیثیت دوست تسلیم کرتا ہوں کہ السید احمد بالا فریق کی موجودگی مجلس کے اجلاس میں آپ کے نمائندوں کے لئے دقت کا موجب

ہوتی ہے۔ میں اس کا یہ حل تجویز کرتا ہوں کہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے کو ہدایت دیدوں گا کہ وہ مجلس کے اجلاس میں السید بالا فریق کو اپنے ساتھ نہ لیجا کریں۔

آپ ایسا کریں تو میں نہایت ممنون ہوں گا اور میری حکومت بھی شکر گزار ہوگی۔ میں بہت شکریئے کے ساتھ رخصت چاہتا ہوں۔

ظفر اللہ خاں۔ ذرا ٹھہریئے میں ایک بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ السید احمد بالا فریق نیویارک میں مجھ سے ملے اور کہا میرے پاسپورٹ کی معیاد ختم ہونے والی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر

میں پاسپورٹ کی توسیع یا تجدید کے لئے پیرس گیا تو مجھے نظر بند کر دیا جائیگا اور میں واپس نہ آسکوں گا۔ آپ کی آج کی گفتگو سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ

ان کا خدشہ بجا تھا اور میں نے اچھا کیا کہ انہیں پاکستانی پاسپورٹ دیدیا۔ اچھا سفیر صاحب خدا حافظ!

میں چڑا سی ہوں

چڑا سی ہونے کو ہمارے معاشرہ میں حقیر سمجھتے ہیں۔ لیکن آج مئی 1975 کی تیرہ تاریخ اور منگل کا دن ہے۔ منگل کا دن برصغیر کے بانیوں کے لئے خوشی کا دن ہوتا ہے۔ میں ایک بچے ہوئے دل کے ساتھ لاہور سے سرگودھا جانے والی سڑک کے شیخوپورہ سے پہلے چیمپو کی مایاں سن شائین ملز کے سامنے بس سٹاپ کے پرکھڑا ہوں۔ گرمی کا موسم تو ہے لیکن باہر کی گرمی اندر کی گرمی سے کم اور قابل برداشت ہے۔ بس پر ڈھول سے بچے ہوئے سوار ہو جاتا ہوں۔ فوجی ٹریننگ نے خود حفاظتی کی حس بھی پیدا کر دی ہے اور ڈرائیور کے پیچھے تیسری چوتھی لائن میں جگہ ملنے کو ہمیشہ ترجیح دیتا ہوں۔ یہاں ایک خوش پوش نوجوان پہلے سے راجمان ہے۔

ہمراہی بوسکی کی نئی اور اچھی سلائی والی استری شدہ قمیض پہنے میری طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکراتا ہے جس کے جواب میں کم از کم اتنا ہی مسکراتا مجھ پر لازم ہو جاتا ہے۔ میرے جوابی مسکرانے پر یہ نوجوان میرے ساتھ کچھ زیادہ ہی فری ہونے کے موڈ میں ہے اور مجھے سلام دعا کر کے احوال طبعی کرنے لگا ہے۔ میں نے مصنوعی خوشگوار سی سے مختصر جواب سے خلاصی چاہتا ہوں لیکن یہ ملتا ہی نہیں۔ مجھے اس کے ساتھ کوئی گھنٹہ بھر رفاقت کی مجبوری ہے۔ اس کے انداز گفتگو نے آہستہ آہستہ اس کی باتوں کو میری سماعت کے لئے گوارہ کر دیا ہے جو بتاتا ہے۔

میں ایک دیہاتی آدمی ہوں۔ اور ضلع میانوالی کا رہنے والا ہوں۔ والدین نے بڑی مشکل سے مجھے میٹرک تک تعلیم دلوائی ہے اور اب میرا فرض ہے کہ میں ان کے ساتھ باقی بہن بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے لئے معاون بنوں۔ اس ملک میں سفارش اور رشوت کے بغیر کوئی معقول کام کا ملنا محال ہے۔ میں نے یہی مناسب سمجھا ہے کہ پولیس میں بھرتی ہو جاتا ہوں اور پھر محنت کر کے ترقی کر لوں گا۔ سہالہ ایک دیہاتی کے لئے گھر سے بہت ہی دور ایک شہر ہے جہاں جا کر مجھے ٹریننگ کرنی پڑی۔ ہفتے دوسرے گھر جا کر والدین کی امیگوں میں اضافہ کرنے چلا جاتا رہا۔ ٹریننگ کا دور ختم ہوا تو یہ خوشن خواب کہ اب گھر والوں کی خدمت کر سکوں گا چکنا چور ہو گیا۔ ضلع میانوالی۔ یانچاب نہیں۔ مجھے ڈیوٹی پر کراچی بھیج دیا گیا۔ اب ہفتہ تو کیا مہینوں گھر والوں سے ملاقات ممکن نہ تھی۔ کراچی جیسے شہر میں ایک دیہاتی کو ایڈجسٹ ہونے کے لئے وقت چاہیے۔ لیکن وہ کیا کہتے ہیں۔ ہر کہ بلا از آسمان آورد۔ وہ خانہ انوری ہی نہیں میری قسمت کے خانہ میں نازل ہوئی اور مجھے ساحل سمندر پر گشت کرنے لگا دیا گیا۔

جہاں ریت اور پانی اور ہوا کے عناصر باہر تھے۔ چوتھا عنصر میرے اندر سلگ رہا تھا۔ میں باقاعدگی سے اپنی ڈیوٹی کرتا رہا تاکہ کسی روز افسران بالا کی خوشنودی کا مورد ہو سکوں۔ ایک روز گشت پر مامور اپنے فرائض کی انجام دہی سے لطف اندوز ہو رہا تھا جو دیکھا کہ ایک یورپی جوڑا ہماری روایات کے برعکس کم لباسی میں پانی کو گدلا کر رہا ہے۔ اگرچہ پانی کے گدلا ہونے پر مجھے اعتراض نہیں تھا کیونکہ یہ پانی ویسے ہی پینے کے لئے نہیں ہے لیکن ان کی کم لباسی درست نہیں تھی۔ ایک باوردی پولیس مین کی حیثیت سے کسی خطا کار پر گرفت کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ میری آواز پر دونوں نے باہر آکر ہیلو کہا اور میرے ترش لہجہ میں سوال پر کہ آپ کو پتہ نہیں کہ یہاں نہانا جرم ہے۔ جواباً انہوں نے لاعلمی اور دلی معذرت کا اظہار کیا۔ میں نے اس معمولی فروگزاشت کو مقدمہ بنانے کے بجائے انہیں آئینہ احتیاط کی تنبیہ کرتے ہوئے خدا حافظ کہا۔ اس چٹی چڑی والے کا خیال تھا کہ پاکستانی پولیس مین کو معمولی رقم سے کافی خوشی فراہم کی جاسکتی ہے۔ اسی خیال کے تحت پچاس

روپے میرے ہاتھ پر رکھنے کی کوشش کی جو میں نے پاکستانیت کے جذبہ کے تحت ناکام بنادی۔ اس پر انہیں احساس شرمندگی پیدا ہوا۔ اور مجھ سے پھر ملنے کی خواہش میں اپنا وزٹ کارڈ تھا دیا۔ بات آئی گئی ہو گئی اور اگلے ہفتہ معمول کے مطابق گزر گیا۔ اب ایک دن کی چھٹی آگئی جسے گزارنا تھا۔ پولیس لائینز سے باہر جانے کے لئے کوئی دلچسپی والی بات نہ پاتے ہوئے چٹی چڑی والے کے وزٹ کارڈ پر نگاہ پڑی اور پروگرام اسے ملنے کا بن گیا۔ اپنے استری شدہ کپڑوں کی ٹھاٹھ میں دیئے گئے پتہ پر جانے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ منزل پر پہنچ کر دیکھا تو یہ ایک سوئس بینک کی بلڈنگ تھی۔ اس کی ریسپشن پر مامور آدمی کو کارڈ دکھایا اور بتایا کہ میں اس شخص کو ملنے آیا ہوں۔ اس نے بغور مجھے اور کارڈ۔ اور پھر مجھے دیکھا۔ اور بے یقینی کی صورت میں انٹرکام سے اندر اطلاع کی کہ ایک پینڈو نوجوان ہے جو صاحب سے ملنے آیا ہے۔ اس کے صاحب کہنے سے مجھے ہلکی سی جھرجھری سی ہوئی کہ جس شخص کو یہ صاحب کہہ کہ کر رکھا رہا ہے کوئی بڑا آدمی ہو گا۔ اور میرے پاس مشترکہ موضوع تو ہے نہیں پھر اس سے مل کر کیا بات کروں گا۔ تاہم مجھے اندر بھجوا دیا گیا۔ ایک دیہاتی کے لئے اتنی صاف اور خوبصورت بلڈنگ میں احساس کمتری پیدا کرنے کے لئے کافی مواد موجود تھا۔ میں نے آیت الکرسی پڑھ کر سینے پر پھونکی اور اپنے اندر اعتماد اور بلند حوصلگی کا اضافہ کر لیا۔ بینک مالک اپنے دفتر سے باہر دروازہ پر آکر بڑے احترام سے مجھے اندر لے گیا۔ حال احوال دریافت کیئے اور چائے بسکٹ سے تواضع کی۔ میری آمد کا شکریہ ادا کیا اور باہر تک مجھے چھوڑنے کے لئے آیا۔ میں کامل اطمینان سے ایک خوشگوار چھٹی سے محفوظ ہو رہا تھا کہ اس نے مجھے یہ کہہ کر کہ میں اب آپ کے ہاں آؤں گا تھوڑا سا پریشانی میں ڈال دیا۔ اور میری اگلی چھٹی کے روز وہ دونوں میاں بیوی اپنی لمبی گاڑی میں پولیس لائینز پہنچ گئے۔ میرے کمرے میں جہاں چار چار پائیاں جن کے سر ہانے صندوق اور ذاتی سامان رکھا ہوا تھا۔ میرے ساتھی نے تعاون کرتے ہوئے کرسیاں سیٹ کر دیں اور لوہے کے گلوں میں چائے ان کے سامنے رکھ دی جسے انہوں نے شکریہ کے ساتھ نوش کیا۔ ادھر ادھر کی باتوں کے بعد جب انہیں خدا حافظ کہنے گاڑی تک گیا تو اس نے مجھ سے پوچھا کہ تنخواہ کیا ہے۔ اس وقت ہماری تنخواہ سو سو روپے تھی۔ اس پر اس نے پیش کش کی کہ میں اس کے پاس نوکری کر لوں تو مجھے تین سو تنخواہ دے گا۔ میں نے مجبوری ظاہر کی کہ میں سرکاری ملازم ہوں۔ اور استعفیٰ آسانی سے ممکن نہیں۔ اس نے کاغذی کاروائی اپنے ذمہ لیتے ہوئے میری رضامندی حاصل کر لی اور اگلے ماہ میں اس کے بینک میں سینئر کلرک تھا اور میرا کام اس کے بیرونی پروگراموں میں اس کے ساتھ ساتھ رہنا تھا۔ تین سال کی نوکری معقول تنخواہ کی وجہ سے میرے گھر والوں کو کافی آسودگی ملی۔ اب اس بینک کے مالک نے میری تقرری سوئزر لینڈ میں کر دی ہے۔ تین سال کاویز ہلگ چکا ہے پندرہ دن کی چھٹی کے بعد میں اب زیورچ روانہ ہو جاؤں گا۔

میرے اس باس نے اس عرصہ میں مجھے صرف ایک نصیحت کی ہے کہ

"اگر تمہیں سکول میں چڑا سی بھی لگا دیا جائے تو گھنٹی اس سُر سے بجاد کہ لوگ عیش عیش کر اٹھیں۔"

میری منزل آگئی اور نوجوان کی رفاقت فرقت میں بدل گئی۔ میں نے بھی اس رویہ کا چڑا سی بننے کا دل میں عہد کر لیا ہے۔

اب مئی 2019 میں الحمد للہ فیملی سمیت سو اٹھ یورو سالانہ ٹیکس دینے

والا چڑا سی ہوں۔ (ماخوذ از: ہم سب)



میر اسفر یورپ محترم شکور بھٹی صاحب



تعلیم الاسلام کالج سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد خاکسار نے کراچی میں یونائیٹڈ بینک میں ملازمت شروع کر دی۔ کچھ عرصہ بعد مجھے سعودی عرب میں بھیج دیا گیا اور میں جدہ چلا گیا۔ وہاں میں ابتدا میں تو مطمئن تھا مگر پھر احمدیت کی بناء پر میری مخالفت شروع ہو گئی۔ اس قدر کہ مجھے جیل جانے کا خطرہ نظر آنے لگا۔ تب میں فیصلہ کیا کہ کراچی اپنی بینک کی نوکری پر واپس چلا جاؤں کیونکہ میری وہاں ملازمت برقرار تھی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ پاکستان واپسی سے پہلے یورپ کی سیر کرنا چاہوں۔ اور واپس جا کر کراچی میں یونائیٹڈ بینک کی نوکری جائن کر لوں۔ پروگرام یہ بنایا کہ سفر کی ابتدا دمشق سے شروع کروں اور پھر مل ایسٹ کا چکر لگاتے ہوئے یورپ چاہوں۔ سفر کا آغاز جدہ سے شروع کیا، جہاں چند قریبی دوستوں نے انیورپورٹ پر الوداع کیا اور میں خوش خوش سعودی انیور کے جہاز میں سوار ہوا۔ جہاز کے اندر مسافر زیادہ نہ تھے۔ یہ 2 دسمبر 1971 کا دن تھا اور پورے گیارہ بجے جہاز نے اڑان بھری۔ جہاز نے براستہ جدہ دمشق جانا تھا۔ تھوڑی دیر میں جہاز جدہ لینڈ کر گیا۔ پچاس منٹ بعد جہاز دمشق کی جانب فضا میں اڑ رہا تھا۔ میں ملے جلے جذبات کے ساتھ بہت کچھ سوچ میں محو تھا۔ یورپ دیکھنے کی ایکسٹنٹ بھی تھی مگر گھر اور فیملی سے لمبی جدائی کی وجہ سے اُداسی بھی تھی۔ تصور میں بھائی بہنوں کی یادیں آئیں اور میری آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اسی اثناء میں کھانا آگیا مگر ابھی میں نے پہلا ہی لقمہ منہ میں ڈالا ہی تھا کہ جہاز میں خطرہ کی گھنٹی بجنی شروع ہو گئی اور جہاز میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ ہم اب چند لمحوں کے مہمان ہیں۔ مسافروں کی اکثریت عربوں کی تھی۔ میں واحد پاکستانی تھا۔ جہاز جھکولے کھا رہا تھا۔ جھکولوں کے ساتھ کبھی اوپر اور کبھی یکدم نیچے جاتا تھا۔ ہر شخص کلمہ شریف کا ورد کر رہا تھا۔ پھر آکسیجن ماسک نیچے آگرے۔ جہاز کا عملہ بھی پریشان دکھائی دے رہا تھا۔ میرے سامنے جو چائے کی پیالی پڑی تھی وہ جھکولوں سے الٹ گئی اور میرے کپڑے گیلے ہو گئے۔ مگر اس وقت مجھے کپڑوں کی نہیں جان کی فکر لگی ہوئی تھی۔ آکسیجن ماسک کے باوجود سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی جو ہر لمحہ بڑھ رہی تھی۔ جہاز میں ہر طرف چیخ و پکار تھی۔ اس وقت جہاز جدہ اور دمشق کے درمیان فلائی کر رہا تھا۔ عربی لوگ جو آپس میں باتیں کر رہے تھے میں نہیں سمجھ سکتا تھا۔ میں تو موت اور بعد کی زندگی کا تصور کر رہا تھا۔ پھر اعلان ہوا کہ جہاز اب دمشق نہیں بلکہ واپس مدینہ جارہا ہے۔ پہلے تو خیال آیا کہ پائلٹ راستہ بھول گیا ہے۔ دل تو چاہتا تھا کہ جہاں بھی ممکن ہو جہاز لینڈ کر جائے اور جان تو بچ جائے۔ پھر اعلان ہوا کہ ہم مدینہ سے تھوڑی ہی دور ہیں اور پندرہ منٹ میں لینڈ کر جائیں گے۔ تب جان میں جان آئی اور لوگوں نے شکر الحمد للہ پڑھنا شروع کر دیا۔ نیچے شہر کی سڑکوں پر کاریں نظر آنے لگیں تو خدا کے آگے ہاتھ اٹھائے اور اس کا شکر ادا کیا۔ اس وقت مدینہ میں ساڑھے تین بجے بعد دوپہر کا وقت تھا۔ خدا خدا کر کے جہاز ٹرمینل پر لگا۔ ہمارے پاسپورٹ لے لئے گئے ہمیں ٹرانزٹ ٹکٹ دے دیئے گئے اور بتایا گیا کہ ایک گھنٹہ کے بعد اگلی فلائٹ جائے گی۔ شام پانچ بجے کے بعد چیک ان شروع ہوئی اور چھ بجے ہم پھر سے ہوا میں تھے۔ جلد ہی کھانا آگیا اور اب تسلی سے کھانا کھایا۔ لیکن ابھی خوف کی کیفیت پوری طرح نہیں گئی تھی۔

تاہم خدا خدا کر کے ہم دمشق پہنچے۔ میرا قیام ہوٹل ایلیکس الکبیر میں ہوا۔ اس ہوٹل کا مالک ایک پاکستانی مسلمان تھا جس نے عبداللہ نامی ایک اور پاکستانی کو اپنا مقامی مینجر رکھا ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے مجھے زبان کے اعتبار سے کافی سہولت ہو گئی۔ ہوٹل میں آتے ہی میری بات چیت ایک انڈین مسلمان لڑکی سے ہو گئی، جس کا نام شہناز اختر تھا۔ اس کی فیملی 25 سال سے کویت میں آباد تھی۔ (باقی اگلے شمارہ میں)

جو احباب ٹکوسا کا ممبری چندہ یا اس کے کسی دوسرے پراجیکٹ۔ مثلاً طلباء فنڈ وغیرہ میں اگر آن لائن ادائیگی کرنے میں آسانی محسوس کرتے ہوں تو ذیل میں جماعت کا اکاؤنٹ نمبر دیا جا رہا ہے۔ اس میں آن لائن ادائیگی کر کے صدر ٹکوسا جرمی کو بھی ان کے وٹس ایپ پر آگاہ کر سکتے ہیں۔

Kontoinhaber: Ahmadiyya Muslim Jamaat

Bank: Postgiroamt Frankfurt am Main

BLZ: 500 100 60

Konto: 244 023 604



محمد کو لمبس خاں

محترم و مکرم جناب وزیر اعظم صاحب!۔

معافی چاہتا ہوں کہ معمول کے برخلاف۔ پاکستان کے مقدس آئین کے تحت بنائے گئے ایک بزم خود محب اسلام کے نافذ کردہ قانون کی خلاف ورزی سے بچنے کے لئے۔ آپ کی خدمت میں کچھ عرض کرنے سے پیشتر۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کرنے سے معذور ہوں۔

راقم ایک تارک وطن پاکستانی ہے جو پیشہ وکالت چھوڑ کر پنشنر ہونے تک بیرون ملک محنت و مزدوری کرتا رہا ہے۔ اس کے دل میں پاکستان کی محبت اور فلاح کی آرزو اس بڑھاپے میں بھی اسی طرح قائم ہے جس طرح 1965 میں اپنے آپ کو ملکی دفاع کے لئے رضا کارانہ پیش کرتے وقت تھی۔ اب بھی دیگر ممالک میں ترقی کو دیکھ کر اور پاکستان۔ جو ترقی کے لئے تمام ضروری وسائل سے مالا مال ہے۔ کے متعلق یہ جان کر ایک ہوک سی اٹھتی ہے کہ اس میں کروڑوں لوگ غربت کی لکیر سے نیچے زندہ رہنے پر مجبور ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ جو عوامل ترقی کی راہ میں روک ہیں ان پر ہاتھ ڈالنے کے لئے پاکستانی سیاستدان ہمیشہ کی طرح اب بھی گریزاں ہیں۔ ایک بہت بڑے طبقہ کو (احمدی اس میں شامل نہیں) آپ پر یہ اُمید تھی اور شائد اب بھی ہو کہ آپ کے ذریعہ پاکستان میں مثبت تبدیلی آجائے گی۔

آدم ہر سر مطلب۔ آپ کی پارٹی کے وفاقی وزیر نے ایک نجی ٹی وی چینل پر ایک مولوی کہلانے والے کی انگیخت پر (جس کے مطابق وہ کی لیکس نامی شخص آپ کا سابق سالار یعنی جمانہ کا بھائی ہے اور آپ یہودیوں کے ایجنٹ ہیں اور دنیاوی علم سے وہ اس قدر بے بہرہ ہے کہ اسے علم نہیں کہ احمدیوں کے لئے کرناپور کے راستے قادیان جانا بالکل بے معنی ہے اور کروڑوں سکھوں کی دلی خوشی کو نظر انداز کر کے اسے احمدیوں کی خاطر آپ کی سہولت کاری پر محمول کرتا ہے) یہ کہا ہے کہ

"میں لعنت بھیجتا ہوں ان پہ، اور عمران خان بھی لعنت بھیجتا ہے قادیانیت پہ"۔

اس کے وائرل ہونے کے بعد ترجمان جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک پریس ریلیز میں جائز مطالبہ کیا گیا تھا کہ "کیا یہ حکومت کا موقف ہے جو وفاقی وزیر نے بیان کیا؟ اعظم سواتی کس کی ترجمانی کر رہے ہیں؟ وزیر اعظم عمران خان اس حوالے سے اپنی اور اپنی حکومت کی پوزیشن واضح کریں۔"

اب انتظار یہ تھا کہ معمول کے مطابق آپ ٹویٹر کے ذریعہ اس پر اپنے رد عمل کا اظہار فرمائیں گے لیکن ایک ہفتہ کے بعد یہ کھلا خط ذاتی حیثیت میں راقم کو اس خیال سے آپ کے نام لکھنا پڑا ہے مبادا آپ اپنے وزیر کے بیان سے ہی لاعلم ہوں یا عہد آپ کو اس صورتحال سے بے خبر رکھا گیا ہو۔

آپ کی ٹیم کے رکن کا اگرچہ یہ ایک مختصر بیان ہے اور اس سے لمبے اور غلیظ اور جھوٹ پر مبنی الزامات سے پُر بیانات معاندین سلسلہ کی جانب سے آئے دن نشر کیے جاتے ہیں۔ بیشتر صورتوں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بغیر کوئی نوٹس لئے یا بغیر کسی رد عمل کے خاموشی سے صبر کا ہی مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان سے قبل قائد اعظم کے سامنے نہرو اور گاندھی جی کی تودال گلتی نہیں تھی اس کے لئے چانکیا نے اپنے نکتہ نظر کے مطابق اس کا توڑ مسلمانوں میں تلاش کر لیا جو دین کے نام پر قائد اعظم کی دشمنی پر مقرر کر دیئے گئے۔ انہوں نے قائد اعظم کو بھی احمدیوں کے معاملہ میں گھیرنے کی کوشش کی تو قائد نے اس قسم کے خیالات کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ قیام پاکستان کے بعد ان تخریبی قوتوں نے سر اٹھانا شروع کیا تو پنجاب حکومت نے مرکزی

حکومت کو زچ کرنے کے لئے اس انگلیخت کو راہ دی۔ پھر تقسیم پاکستان کے بعد پیپلز پارٹی کے دور میں جب بھٹو صاحب کی پارلیمنٹ (جو ضیاء الحق کے وائٹ پیپر کی رو سے زیادہ تر چوروں ڈاکوؤں لٹیروں شراہیوں اور زانیوں پر مشتمل تھی) نے نوے سالہ مسئلہ حل کرنے کے لئے 1974 میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دنیا کی آئینی تاریخ میں ایک انوکھا باب رقم کیا۔ اس سے تخریبی قوتوں کو اپنے جوہر دکھانے کی راہ دکھائی دی تو جناب جنرل ضیاء الحق صاحب کی روشن قیادت کے دور میں انہوں نے جو کارنامے دکھائے وہ الگ سے تاریخ پاکستان کا ایک سیاہ ترین باب شمار کیا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کو غیر مسلم کہے ہوئے 45 سال بیت چکے ہیں۔ اور جناب ضیاء الحق کے آرڈیننس کو 35 سال ہو چکے ہیں۔ اس عرصہ میں جس قدر جماعت پر ظلم "نافذ" کیا گیا ہے اس کی مثالیں تاریخ میں اگرچہ پائی جاتی ہیں لیکن اس کے بالمقابل جس قدر صبر اور قانون کی تابعداری کا مظاہرہ جماعت احمدیہ کی طرف سے کیا گیا ہے اس کی مثال تیرہ سالہ کی دور کے علاوہ انسانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔

آپ کے وزیر کے برعکس پاکستان میں ایک نوجوان جبران کو جب اسی طرح زچ کیا گیا تو اس نے صاف جواب دیا کہ آپ ووٹ دیں یا نہ دیں وہ اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کرے گا اور جماعت کے خلاف احمقانہ مطالبہ کو رد کرتے ہوئے کوئی نازیبا لفظ منہ سے نہ نکالا۔ آپ کے وزیر کا اس مولوی کہلانے والے سے بلیک میل ہونا بڑی ہی شرم کی بات ہے۔ پھر اس کا آپ کو بھی اس غلاظت سے لتھیرنا اس سے بھی بُری غیر اسلامی۔ غیر اخلاقی حرکت ہے۔ جو گند اس کے منہ میں تھا اسی گند کو وہ آپ کے منہ میں انڈھیل کر اس نے آپ کے لئے خیر کی طرف قدم نہیں بڑھایا۔

یاد رہے کہ عظیم کہلائے جانے والے سیاستدان بھٹو صاحب نے بزدلی دکھاتے ہوئے ان تخریبی قوتوں کے سامنے سر تسلیم خم کیا تھا اور دوسروں کے عقیدہ کو قانون کے ذریعہ تعین کر کے موت سے پہلے خود ہی اس تعین کیے جانے کا عدالت میں خود ہی شکار ہوئے اور اپنے آپ کو مسلمان ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے انہی مولویوں کے فتاویٰ کفر کے مُورد ٹھہرے۔ آپ کے وزراء لاکھ ان تخریب کاروں کے خوف سے ایسی نازیب حرکتیں کرتے رہیں آپ پر احمدیوں کی سہولت کاری کا جھوٹا الزام اسی طرح قائم رہے گا۔ جس طرح اصغر خاں پر۔ باوجود اس کی جماعت کے خلاف لعن طعن کے۔ پیپلز پارٹی والے اسکی موت تک۔ اس پر قادیانی ہونے کا الزام لگاتے رہے۔

اب آپ کی باری ہے دیکھنا یہ ہے کہ

مولویوں کی باؤ لنگ پر کتنے رنزناتے ہیں اور کیسے آؤٹ ہوتے ہیں۔¹

تیرے بغیر

احمدی اٹھ ہے لب دُنیائے جاں تیرے بغیر	خندہ زن ہے ظلمتِ عصیاں خود نقد پس پر	پھکی پھکی سی ہے شمعِ سرمدی کی روشنی
قالبِ گیتی ہے بے تاب و تواں تیرے بغیر	نوحہ زن ہے عظمتِ کرویاں تیرے بغیر	عُونی عُونی سی ہے بزمِ لامکاں تیرے بغیر
چار سُو پھرتے نظر آتے ہیں یزداں ناشناس	ہو رہا ہے سر بزبانو کے ویرانوں میں دیں	غمزدہ ہیں مہرِ عالمتاب کی رنگینیاں
اہر من آباد ہے سارا جہاں تیرے بغیر	سورہی ہے قسمتِ اسلامیات تیرے بغیر	مضطرب ہے آسمانِ صوفشاں تیرے بغیر
	کلامِ مصلح الدین راجیکی صاحب	



¹ یہ مضمون "ہم سب" نامی پاکستان کے ایک معروف پورنال میں چھپ چکا ہے



عالم میانِ تشنگی

محترم پروفیسر مبارک احمد عابد

لفظ ”غزل“ کہنے کو اور لکھنے کو بظاہر تین حروف کا مجموعہ ہے۔ لیکن اصل میں موضوعات کا ایک جہان سمیٹے ہوئے ہے۔ ایک کائناتِ معانی اور مفاہیم کا سمندر ہے۔ اسی لئے بہت سی اصنافِ سخن میں سے یہ ایک ایسی صنفِ شاعری ہے جو آج تک فنانسی اور اُردو ادب میں مقبول ترین سمجھی جاتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے یہ آئندہ زمانوں میں بھی اسی طرح قبولیتِ عامہ حاصل کرتی رہے گی۔

اس وقت میرے سامنے راجہ محمد یوسف خان کی ”تشنگی“ میری ادبی تشنگی کی آبیاری اور سیرابی کر رہی ہے۔ ہمارے اس یوسف کی یہ ادبی تخلیق ایک آوازِ جرس ہے جو ہمارے ادبی قافلہ میں نئی جہتوں کا تعین اور نئے جذبوں کی آئینہ داری کرے گی۔ یوسف کے اس ”مجموعہ غزلیات“ میں کہیں کہیں نظموں کی آمیزش بھی ہے جو فکری مہمیز کا کامیاب عنصر لئے ہوئے ہے۔ اختصار اور ایمائیت غزل کا بنیادی جزو ہیں۔ ایک شعر میں ہم معانی کی پوری دنیا سمیٹ لیتے ہیں اور ایک مبسوط مقالہ لکھنے کی بجائے ہم ایک شعر سے بھی اپنا مفہوم بیان کر سکتے ہیں۔ یوسف کی غزلیات میں آپ کو یہ اختصار اور ایمائیت کی خوبیاں پوری آب و تاب سے جھلکتی اور چھلکتی نظر آتی ہیں۔

کچھ ایسے نظر آئیں گے صدیوں کے مناظر
لحوں میں سمٹ آئے گا آزارِ تمنا
چھپ گیا اور گہرے پردوں میں
جب مجھے بے حجاب کر ڈالا
کارواں کرتے رہے تاریک صدیوں کا سفر
اور ہم اب تک ہیں گردِ کارواں اوڑھے ہوئے
انکشافِ ذات سے پہلے یہ نکتہ بھی کھلا
آگہی کی ایک منزل ہے شعورِ آگہی

ہمارے اس تازہ نوا شاعر کی ایک کیفیت خود سپردگی کی بھی ہے۔ شاعری میں یہ کیفیت اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب کوئی دیوانہ وار اور مستانہ وار بے خودی میں ڈوب جاتا ہے اور اپنا سب کچھ دلدارِ تمنا کے حوالے کر دیتا ہے جو اس یوسف کا امیر کارواں بھی ہے۔

خود کو تمہاری یاد کا پابند کر لیا
اشکِ رواں جو درد کی زنجیر ہو گئے

دریا میں جب سے خود کو اتارا ہے دوستو

موجِ رواں ہی اپنا کنارہ ہے دوستو

جھیل رہے ہیں آپ کی خاطر

ہجر کے سارے یہ غم تنہا!

ایک درد جو ہمارے اس شاعر کے دل میں جگہ بجگہ چھلکتا دکھائی دیتا ہے اور اس کی ان غزلوں میں بہت شدت سے نمایاں ہے وہ مہاجرت ہے۔ وطن سے دُور وہ ایک غموں کے سمندر میں ڈوبے ہوئے مسافر تازہ شخص کا المیہ ہے۔ مہجور انسان کی وہ پکار ہے جو سینہ چھید کر لفظوں کا روپ دھار لیتی ہے۔



ہجر کا انتخاب کر ڈالا

یہ بھی کارِ ثواب کر ڈالا

عشق بے تاب کے صحیفے میں

ہجر کے سارے باب میرے ہیں

منہ دھویا کئے لاکھ یہاں چشمہ زریں

چہرے پہ جی پھر بھی رہی گرد سفر کی

جو ڈوب کے طوفانِ غم ہجر سے نکلے

کیا بات ہے اُس نالہ سوزاں کے اثر کی

مہجور ہو کر اور دلگیر تمنا ہو کر راجہ یوسف کبھی اپنی دھرتی ماں کے حالات سے بے خبر نہیں رہے۔ اُن کی ہجر زدہ آنکھیں دور دیس سے بھی ہمارے مناظر کا تجزیہ کرتے ہوئے اپنے مشاہدات کو شعروں کا ملبوس عطا کر دیتے ہیں۔

شہر جہاں پناہ میں راحت تمام شد

یعنی حیات و موت کی لذت تمام شد

اربابِ حل و عقد کو کچھ سوچتا نہیں

سیلِ ہوس میں دانش و حکمت تمام شد

منصف الجھ گئے ہیں تعصب کے جال میں

مجرم ہیں خندہ زن کہ عدالت تمام شد

ہمارے شاعر ان تمام صدمات، مشکلات، رنج و الم، درد و غم میں حوصلے نہیں ہارتا اور نہ قنوطیت پسند ہوتا ہے بلکہ رجائیت کا پسکر ہے اور اُسے اُمید واثق ہے کہ

بزمِ دنیا میں پاپا ہے پھر نیا اک کارزار

نشے کے مقابل ہے سرورِ آگہی

کوئی دن میں ختم کر دے گا غبارِ تیسرگی
آسمانوں سے اترتا ہے جو نورِ آگہی
وہ بصیرت دے گئی ہیں راستے کی مشکلیں
اب تو ہر سنگِ گراں لگتا ہے طورِ آگہی

غزل کے روایتی موضوعات، تغزل، رومانیت، تلازماتِ شعری، تراکیب کی سلیقہ بندی، ہیئت کا تنوع، منظر نگاری، الفاظ کی بندش وغیرہ پر بھی اُن کی گرفت مضبوط ہے اور قدرتِ کلام کی خوبصورتی اور مہارت پر بھی وہ عمل پیرا ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر میں نے کچھ جائزہ لیکر راجہ یوسف کے محاسنِ شعری پر اپنا تبصرہ لکھا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اُن کا اسلوب نگارش شعری پختہ کاری کا بہت اچھا اور نادر نمونہ ہے۔ اُنہوں نے ایک نئے رنگ اور نئے انداز میں اشعار کہے ہیں۔ جن سے ان کی طبع کی روانی اور فنی پختگی اظہارِ من الشمس ہے۔ اور

سچ فقط لکھتے ہیں یوسف اور اُن کے ہاتھ میں

ایک سادہ سا قلم ہے خامہ مانی نہیں

یہ مضامین یوسف، یہ لطفِ بیاں

ہے سبھی کچھ یہ فضلِ خدا کہہ دیا

یہ سچ ہے



برکاتِ خلافت

ہمارے سروں پر خلافت کا سایہ	فلک سے اُترایہ برکت کا سایہ
منور ہوئے پھر سے اکنا فِ عالم	عدم کو روانہ ہے ظلمت کا سایہ
تو ظاہر ہوئے ریزا روں میں گلشن	پڑا جب بھی نفرت پہ الفت کا سایہ
خلافت ہے نورِ الہی کا مظہر	خلافت ہے برحق رسالت کا سایہ
محافظ ہے فکر و عمل کے جہاں میں	خیالوں پہ اُس کی بصیرت کا سایہ
جو رہتے ہیں ہو کر خلافت کے خادم	اترتا ہے اُن پر سکینت کا سایہ
حسین تر بناتا ہے سب خواب میرے	مرے دل پہ اک خوبصورت کا سایہ
ہے جس کے مقابل دھنک بے حقیقت	ہے صدرنگ ایسا حقیقت کا سایہ
کسی کے تغافل سے غمگین نہ ہوں گے	میسر ہے جن کو یہ شفقت کا سایہ
مقامِ تشکر ہے یوسف کہ ہم کو	ملا ہے خدا سے یہ رحمت کا سایہ

(راجہ محمد یوسف خان)



ستمبر 1989 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی مہدی آباد میں پہلی بار تشریف آوری اور جگہ کا معائنہ



ٹکوسا برطانیہ اور ٹکوسا جرمنی کے احباب کی 2019 کی ایک یادگار فوٹو